

مفت سلسلہ اشاعت ۳۹

تعویذ کا شرعی حکم



مصنف:

حضرت علامہ مولانا
 مفتی محمد عبد الباقی صاحب

پیشکش
 احادیث مبارکہ
 اقوال صحابہ و ائمہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
 نور مسجد، کانڈی بازار، میٹھادر، کراچی ۷۴۰۰۰

سلسلہ اشاعت	۲۹
نام کتاب	”تعوید کا شرعی حکم“
مصنف	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ترتیب و تعلیق	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ العالی
سن اشاعت	نومبر ۱۹۹۵ء۔ بار اول
ناشر	جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نور مسجد کاغذی بازار، کراچی۔
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰)
ہدیہ	وعلیٰ خیر بحق معاونین

بذریعہ ڈاک طلب کرنیوالے حضرات براہ کرم ۲ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

❀❀ حرف آغاز ❀❀

تعویذ کا شرعی حکم اپنے طرز کی انوکھی اور موضوع کے لحاظ سے ایک منفرد کتاب ہے جو مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رشتاتِ قلم کی سحر کاریوں سے جلا پا کر صفحہ قرطاس پر ابھری ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس پر مخالفین نے اپنی نا عاقبت اندیشی اور جہالت کی بناء پر حرام و شرک کا لیل چسپاں کر رکھا تھا اور اس کارِ خیر کو پیٹ پرست پیروں کا ایجاد کیا ہوا اور اس پر لی جانے والی اجرت کو حرام کہنے میں ان افتراء پردازوں کو ذرا تامل و ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی۔

قبلہ مفتی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عوام الناس خصوصاً عوام اہلسنت پر ماحسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے تعویذ کے شرعی حکم کے مسئلے کو نہ صرف یہ کہ قرآن و حدیث اور اقوالِ محدثین عظام و فقہاء کرام سے اظہر من الشمس کیا۔ بلکہ مخالفین جن احادیث سے تعویذ کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں ان کے تسلی و تشفی بخش جوابات بھی عنایت فرمائے ہیں۔

کتابِ ہذا ایک ایسے دریچہ کی مانند ہے کہ جس سے جھانک کر اللہ تعالیٰ قاری پر نہ صرف یہ کہ تصویر کا اصل رخ آشکارا ہو جائے گا بلکہ مسئلہ تعویذ کے جواز پر مخالفین نے جھوٹ و افتراء پردازوں سے گردوغبار کی جو تہہ جانی ہوئی ہے وہ بھی چھٹ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت علامہ مولانا مفتی اعظم سندھ کی

قبر پر انوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش کا نزول فرمائے اور ہمیں تابہ ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ السید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ساتھ ہی ساتھ ہم اراکین جمعیت اشاعت اہلسنت صاحبزادہ مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ عالی کے بے حد ممنون و مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں اس کتاب کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل اور عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کے ظل عاطفت کو ہمارے سروں پر تادیر دراز فرمائے۔

جمعیت اشاعت اہلسنت اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے خوشنما اور خوش رنگ ہار میں ۲۹ ویں موتی کے طور پر پروانے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ خدائے قدیر سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب روف و رحیم علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے صدقے و طفیل جمعیت کی اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے اسے نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ السید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

غلام غوث و رضا

سید محمد یوسف قادری

پریس سیکرٹری جمعیت اشاعت اہلسنت

حیاتِ نعیمی

از

رئیس القلم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
نقشبندی، مظہری مجددی

باسمہ تعالیٰ

علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی بن محمد رمضان علیہما الرحمۃ ۱۲۳۳ھ / ۱۹۳۵ء میں ایرانی مکران کے محلہ ریکسر اوارہ پل مقام چاہ بار مکران ایران میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کے والد ماجد فہل مکانی کر کے بلوچستان سے سندھ آگئے۔ اور طبر (کراچی) میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہیں پر مفتی صاحب کی تعلیم کا آغاز ہوا، آپ نے مندرجہ ذیل علماء سے علوم عقلیہ اور فقلیہ کی تحصیل فرمائی:-

(۱) مولانا حکیم اللہ بخش سندھی

(۲) مولانا حافظ محمد بخش جیلپی

(۳) مولانا محمد عثمانی مکرانی

(۴) تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی

اس طرح مفتی صاحب نے سندھ، پنجاب، بلوچستان اور ہندوستان کے علماء سے کسب فیض کیا۔ مفتی صاحب نے تاج العلماء کے زیر سایہ دارالعلوم مخزن عربیہ (کراچی) سے دورہ حدیث کیا اور ۱۹۶۰ء میں سندھ

فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔ آپ نے ۱۹۵۵ء سے ہی صاحبزادہ گوٹھ (لمبر) کی اس مسجد میں تعلیم القرآن کے نام سے مدرسہ قائم کیا جہاں اب دارالعلوم قائم ہے اور خود درس دیتے رہے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۱ء میں یہاں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ قائم کیا۔ اس نام کو دو عظیم ہستیوں سے نسبت ہے یعنی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور صدرالفاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی جو سواد اعظم اہلسنت کے عظیم پیشوا اور رہنما تھے۔ مفتی صاحب چونکہ نقشبندی مجددی تھے اور تاج العلماء کے شاگرد تھے جو حضرت صدرالفاضل علیہ الرحمۃ کے تلمیذ رشید تھے اس لئے اس نام میں ان نسبتوں کا بھی خیال رکھا، اسلام میں نسبتوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو اس راز سے واقف ہے وہ ہمیشہ سرفراز ہوتا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں جب دارالعلوم تعمیر ہوا تو مفتی صاحب نے خود مزدوروں کے ساتھ کام کیا اس سے آپ کے احلاص اور بے نفسی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جو عمارت احلاص نیت پر قائم ہو وہ بلند ہوتی رہتی ہے۔ دارالعلوم کے ساتھ ساتھ آپ نے دارالعلوم کے اندر ہی محمدی مسجد تعمیر کرائی جس نے ماحول کو اور پاکیزہ اور مقدس بنا دیا۔

مفتی صاحب طلباء کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اور ان کے لباس و طعام کا پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ ان کے ہر کام کو اپنے کاموں پر مقدم سمجھتے تھے، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نوش فرماتے، ان کی دلدادگی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ بیمار ہو جاتے تو آپ بے قرار ہو جاتے، خود علاج معالجہ کراتے۔ طلباء کو سادگی کی تعلیم فرماتے اور عمل پر زور دیتے کیونکہ وہ خود سراپا پیکر علم تھے۔ ہمارے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے شفیق و کریم استاد ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے الا ماشاء اللہ۔ ساری

خزائی کی اصل استادوں کے دل سے طلباء کی محبت و شفقت کا حتم ہو جانا اور ان کو مال تجارت سمجھ کر ان سے نفع حاصل کرنے کی خواہش کا پیدا ہو جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے استادوں کو مفتی صاحب جیسے مثالی استادوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے تاکہ وہ علم کے گہوارے جو شرفساد کا مرکز بن گئے امن و سکون کا سرچشمہ بن جائیں۔ آمین دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کا نظم و ضبط دیدنی ہے۔ اس کے متعلق جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری نے یہ اظہار خیال فرمایا ہے۔

”طلباء میں اتنا عظیم الشان نظم و ضبط صرف مفتی صاحب کی کرامت کا نتیجہ کہا جاسکتا ہے۔“ (۱)

مفتی صاحب سلسلہ قادریہ میں حضرت الحاج سید عبدالخالق شاہ مکرانی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت الحاج عبداللہ سولنگی سندھی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور آپ ہی سے خلافت بھی حاصل تھی مگر مفتی صاحب نے خلافت و اجازت کے باوجود ہمیشہ بیعت کرنے سے احتراز فرمایا اور طالبوں کو دوسرے شیوخ کی طرف متوجہ فرمایا یہ ان کی انکساری کی دلیل ہے البتہ مفتی صاحب نے اپنے آخری زمانے میں چند حضرات کو بیعت فرمایا تھا۔

۱۹۷۱ء میں وہ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، یہ حج، حج اکبر تھا جو مفتی اعظم اور شہزادہ امام احمد رضا حضرت شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہما کی معیت میں ادا کیا گیا۔ سحان اللہ نور علی نور۔ مفتی صاحب نے کئی بار عمرہ اور زیارت حرمین طہیین کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۷۷ء میں وہ ایران کے دورے پر تشریف لے گئے اور وہاں ایک ماہ کا طویل تبلیغی دورہ کر کے اہل سنت و

جماعت کے مسلک کی اشاعت کی۔ وہ دین کی خدمت میں مجاہدانہ سرگرم عمل رہے۔ تبلیغ دین متین اور درس و تدریس کے علاوہ انھوں نے فتویٰ نویسی کے ذریعہ بڑی خدمت کی۔ فتویٰ نویسی اتنی آسان نہیں جتنی لوگ سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے سالوں کے مطالعے، مشاہدے، محنت، تحقیق و تدقیق کے ذوق، عقیدہ و تصحیح کے ملکہ، خدا داد صلاحیت و قابلیت، تحمل و تدبیر، سائل کے غرض و غایت کے ادراک، حالات اور ماحول کے تقاضوں کو سمجھنے کی لیاقت اور بہت سے دیگر امور کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسائل کی کتابوں اور فتوؤں کے مجموعوں کی روشنی میں فتویٰ دینے والا مفتی نہیں بلکہ مفتی ناقل ہے جس کے پاس صرف نقل کرنے کے لئے عقل ہوتی ہے کیونکہ نقل کے لئے بھی عقل چاہیئے اور اب تو یہ عقل بھی عفا ہوتی جا رہی ہے۔ مفتی صاحب کتب تفسیر و حدیث اور فقہ پر عبور رکھتے تھے۔ ان کے فتوؤں سے ان کی بصیرت و تحریر علمی کے ساتھ ساتھ اخلاص، بے نفسی اور عدل سندی کا بھی اندازہ ہوتا ہے اسی لئے وہ مرجع انام تھے۔ جسٹس مفتی شجاعت علی قادری مفتی صاحب کی فتویٰ نویسی پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”مفتی صاحب کی یہ خصوصیت تھی کہ آپ کے فتاویٰ ہاں یا نہیں تک محدود نہیں تھے بلکہ آپ کے فتاویٰ نہایت مدلل اور نصوص کتب سے مالا مال ہوتے تھے۔ اندرون سندھ کے لئے وہ بلاشبہ مرجع فتویٰ تھے اور بڑے اہم فتوے ان کے پاس آتے تھے۔“ (۲)

مفتی صاحب فضائل و کمالات کا بیکر تھے۔ ان کے اساتذہ بھی ان کے بارے میں بلند خیال رکھتے تھے جس سے ان کی حقیقی عظمت و بزرگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دارالعلوم نعیمیہ (کراچی) کے ناظم تعلیمات مولانا جمیل

احد نعیمی اپنے مشاہدات قلب بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

میں نے اپنے استاد محترم تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی قیس اللہ سرہ القوی کو موصوف کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، شوق مطالعہ، تفقہ فی الدین اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والمانہ عشق و محبت کی تعریف کرتے ہوئے بار بار سنا ہے۔ (مفتی محمد عبداللہ نعیمی، قریشی ص ۸۲)

مفتی صاحب عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، نعتیہ کلام سن سن کر دل گرم رکھتے تھے، وہ مولانا حسن رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ شعر سن کر خوب جھومتے تھے۔

دل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

اللہ اکبر! اب خلوت قبر میں محفل سچی ہے۔ یہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھا جس کی وجہ سے ساوات کرام کی بہت تعظیم کرتے تھے، ان کے ہاتھ چومتے کہ ان کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص نسبت ہے۔ ساری کرامت نسبتوں کی ہے، افسوس اس راز کو نہ سمجھنے والوں نے اب تک نہ سمجھا اور قرآن حکیم سے بھی سبق نہ لیا۔ مقام ابراہیم، تلاوت سکینہ، پیرزن یوسف یہ سب نسبتوں کی یادگاریں ہیں بلکہ خود بیت اللہ شریف عالی نسبتوں کا خزانہ ہے، پیاروں نے بنایا، پیارے ہی طواف کرتے رہے اور محبوب حقیقی پر فدا ہوتے رہے۔ اب ہم طواف کر رہے ہیں، ان کے نشان قدم پر چل رہے ہیں۔ سمان اللہ!

یہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی تھا جس نے مفتی صاحب کو صفات حسنہ کا بیکر بنا دیا تھا۔ وہ بڑے حلیم الطبع تھے اور ”نرم

دم گشتگو گرم دم جستجو“ کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ روٹھے والوں کو خود جا کر منا لیا کرتے تھے، یہ صفت علماء میں عتقاء ہوتی جا رہی ہے۔ ایک ہی مسلک کے علماء آپس میں روٹھے رستے ہیں اور عوام اہلسنت حیران پریشان ایک ایک کا منہ نکلتے ہیں بلکہ اب تو فقراء میں بھی صلہ رحمی کی یہ صفت معدوم ہوتی جا رہی ہے اور خانقاہی عصیتیں یک جہتی کو پارہ پارہ کر رہی ہیں۔ مفتی صاحب، صاحب تقویٰ و طہارت تھے، ہر وقت با وضو رستے تھے، تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ مشکوک مال سے بھی پرہیز فرماتے تھے، اکثر مدارس عربیہ حکومت کی طرف سے دی جانے والی زکوٰۃ کو تصرف میں لاتے ہیں بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ ملے مگر مفتی صاحب نے یہ زکوٰۃ کبھی قبول نہ فرمائی ان کی نظر میں اس کو قبول کرنے میں یہ رکاوٹیں تھیں:-

(۱) حکومت غاصبانہ طریقے سے زکوٰۃ وصول کرتی ہے جس میں معطلی کی نیت کا دخل نہیں جب کہ زکوٰۃ کے لئے دینے والوں کی نیت شرط ہے۔

(۲) زکوٰۃ کے لئے متلیک شرط ہے یعنی جس کو زکوٰۃ دی جائے اس کو مالک بنادیا جائے۔ یہ شرط بھی یہاں مفقود ہے۔

(۳) زکوٰۃ کے لئے مال صحیح ہونا بھی شرط ہے؛ مال منصوبہ کبھی مال زکوٰۃ نہیں ہو سکتا اور حکومت زکوٰۃ کا مال جبراً خلاف شرع وصول کرتی ہے۔

ایسے مال زکوٰۃ کے لئے مفتی صاحب نے فرمایا:
”نمبر اضمیر گوارہ نہیں کرتا کہ اس قسم کا ناجائز مال اپنے طلباء پر خرچ کروں۔“ (۲)

ایسے مال زکوٰۃ کے علاوہ جو صاحب نصاب براہ راست مدرسہ کے

لئے پاکیزہ مال دیتا قبول فرما لیتے اور اس کو بھی کمال تقویٰ و احتیاط سے خرچ کرتے جو احتیاط دوسرے مدارس عربیہ میں کم ہی نظر آتی ہے۔ ان کے حزم و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ جب بڑے صاحبزادے مولانا غلام محمد شہید علیہ الرحمۃ نے ۱۹۸۲ء میں بی۔ اے کرنے کے بعد بینک میں ملازمت کے لئے دعا کی درخواست کی تو فرمایا:-

”بیٹا دارالعلوم تمہارا ہے اور اب تم کو ہی چلانا ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ بینک کی سود والی رقم تم گھر میں لاؤ۔“

اس نصیحت کے چند روز بعد مفتی صاحب حادثے میں شہید ہو گئے اور دارالعلوم کا بارگراں صاحبزادہ مولانا غلام محمد جان کے کندھوں پر اٹھیا، جو جدید رنگ میں رنگے ہوئے تھے، وہ اللہ کے رنگ میں رنگ گئے ایسے بدلے کے بچانے نہ گئے، چہرے پر داڑھی، سادہ لباس، سر پر عمامہ، عاجزو منکسر المزاج اور ادائیں و نواہز۔ سکان اللہ، ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کو یہ ادائیں ایسی پسند آئیں کہ ان کو جوانی میں شہادت کے عظیم مرتبے سے نوازا۔ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز۔

مفتی صاحب، صاحب استقامت تھے، ان کے پائے استقلال کسی حالت میں بھی متزلزل نہ ہوئے، استغنا ان کی طبیعت ٹھیک تھی وہ اللہ کی مدد اور غنی تائید پر دل و جان سے یقین رکھتے تھے۔

انظام کار خود بگزار بر تقدیر حق

اندیس دایر حوادث مست شو، دیوانہ باش

اپنی تعریف کبھی پسند نہ فرماتے اور فرماتے ”مجھے فقیری پسند ہے۔“ بڑے مہمان نواز تھے، آدھی رات کو بھی مہمان آجائے تو خندہ پیشانی سے پذیرائی کرتے اور گرم گرم روٹیاں پکوا کر مہمان کو کھلاتے۔ آج

کل تو شہروں میں مہمان بارگراں معلوم ہوتا ہے، رات کو آجائے تو کوہ گراں مگر مفتی صاحب مہمانوں کے لئے ہمیشہ آنکھیں بچھاتے تھے۔

مفتی صاحب ظاہر و باطن میں عامل سنت تھے۔ سادہ مزاج، سادہ لباس، سادہ گفتار، خلیق و منہاس، عاجز و منکسر المزاج، تحمل و بردباری سے مخالفین کی بھی پذیرائی فرماتے تھے۔

صلح کل از ہر کس و ناکس خوش آمد خوش امیر
رنج خاطر کفر ملت داں، گل بے خار باش

حقیقت یہ ہے کہ اگر مریض کو تنہا چھوڑ دیا جائے اور اس کی تیمارداری اور علاج نہ کیا جائے تو مرض بڑھتا رہتا ہے اور مریض کی حالت دیگر گوں ہوتی رہتی ہے۔ مریض خود ہلاک ہو جاتا ہے اور دوسروں کو مریض بنا جاتا ہے اس لئے جو حضرات فکری اور روحانی امراض میں مبتلا ہیں ان کی طرف شفقت و مہربانی کے ساتھ متوجہ ہونا وہ ”صلح کل“ نہیں جو عقلیت پرستوں کا شیوہ ہے اور جو ہر حالت میں مذموم ہے بلکہ مخالفین سے حسن سلوک سے پیش آنا تو سنت رسول علیہ السلام ہے۔ حکیم اگر مریض سے ناراض ہو جائے تو مریض کا اللہ ہی مالک ہے۔ مفتی صاحب کا عمل سنت کے مطابق تھا۔ جس زمانے میں انھوں نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جدوجہد کی ان کو شہائد و مصائب سے سابقہ پڑا، اپنے پیگانے جان کے دشمن ہو گئے مگر جب حالات نے پلٹا دکھایا اور وہ جان کے دشمن زندانِ بلا میں محبوس کئے گئے تو آپ نے ان کی ربائی کے لئے پوری پوری کوشش کی اور ایک ایسی مثال قائم کی جو دورِ جدید میں عطا ہے۔

مفتی صاحب نے بڑی کامیاب زندگی گزاری، دین و مسلک کی خدمت کی جو یادگار رہے گی۔ ان کا چہرہ نورانی تھا اور ان کا باطن بھی

نورانی تھا، شہادت سے قبل جو کچھ آپ نے فرمایا وہ نورانیتِ قلب پر گواہ ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ میں زیادہ خوش و خرم نظر آرہے تھے کہ شوال الکریم میں مولیٰ کے حضور حاضر ہونے والے تھے مسجد غوثیہ میں آخری خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

”آپ حضرات مسجد میں کسی اور خطیب کا انتظام فرمائیں ممکن ہے کہ میں آئندہ جمعہ سے نہ آسکوں۔“ (۴)

وصال سے ایک روز قبل آخری جمعرات کو بعد نماز عشاء طلباء کو ہال میں جمع کر کے فرمایا۔

”آج مجھ سے جو مسائل وغیرہ دریافت کرنے ہوں کرلو، آج کے بعد تم کس سے پوچھو گے، کون تم کو بتائے گا۔“ (۵)

دوسرے دن جمعہ کو فجر کی نماز پڑھائی، پھر طلباء کو نصیحتیں فرمائیں اور ایک طالب علم سے فرمایا۔

”گھر سے میرے لئے ایک کرتہ لے آؤ، سفر میں ضرورت پیش آئے گی تو استعمال کرلوں گا۔“ (۶)

چنانچہ جوڑے کے بجائے صرف ایک کرتہ ساتھ لیا اور بذریعہ کار سیون شریف روانہ ہو گئے۔ بڑے صاحبزادہ مولانا غلام محمد شہید کار چلا رہے تھے، مفتی محمد احمد نعیمی اور درینہ رفیق فقیر محمد بلوچ، حاجی دوست محمد بلوچ ساتھ تھے جب آخری اسٹاپ آمری پر کار پہنچی، کار کا اچانک دروازہ کھل گیا مفتی صاحب چلتی گاڑی سے نیچے آ رہے شہید زخمی ہوئے، کرتا تار تار ہو گیا اور وہ کرتا جو ساتھ لیا تھا پہنایا گیا۔ حادثے کی خبر دنیائے سنت پر بجلی بن کر گری، مفتی صاحب کو سیون شریف سے حیدر آباد سندھ لایا گیا اور یہاں سے کراچی لے گئے۔ برابر خون لکھنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو

گئے تھے، ڈاکٹروں نے تجویز کیا کہ خون چڑھایا جائے جب آپ نے سنا تو بر ملا فرمایا۔ ”میرے جسم میں یہ پلید خون مت چھو“۔
اللہ اکبر یہ تقویٰ و احتیاط فرمانا گوارہ ہے مگر یہ ہرگز گوارہ نہیں کسی انجان انسان کا خون کہ شاید گناہوں میں ملوث ہو، شاید اپنے رب کا سرکش ہو، شاید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہو۔ ان کے پاک جسم میں چڑھایا جائے۔ ۱۰ شوال الکریم ۳۰/ جولائی ۱۹۸۲ء کو رات ۳ بج کر ۱۵ منٹ پر کمرہ طیب پڑھا اور آخری ہنگی لی۔

دل تو جاتا ہے اس کے کپڑے میں
جا میری جان جا خدا حافظ

ہاں جان عزیز جاں آفریں کہ سپرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
روح پرواز کرنے کے باوجود قلب ذکر الہی میں ۲۰ منٹ تک مستغرق رہا، یہ دیکھ کر ڈاکٹر بھی حیران رہ گئے۔ جلوس جنازہ میں بکثرت لوگ تھے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمۃ نے نماز جنازہ پڑھائی موصوف امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور فقیہ وقت علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کے فرزند تھے اور دارالعلوم امجدیہ (کراچی) میں شیخ الحدیث۔ مفتی صاحب کے جسم نورانی کو شام دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے احاطے میں لحد میں اتارا گیا، یہ وہی زمین ہے جس کی آپ پہلے ہی نشاندہی فرما چکے تھے۔ ادھر آفتاب غروب ہو رہا تھا اور ادھر یہ آفتاب علم و عرفان غروب ہو رہا تھا۔

نہ چہو ستم دریں بستاں سرا دل
زنبد ایں دآں آزا وہ رفتم
چو بار صبح گردیدم دے چند
گلاں را آب و رگے دادہ رفتم

مفتی صاحب نے پس ماندگان میں ۶ صاحبزادگان، ۵ صاحب زادیاں اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑیں۔ صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مولانا غلام محمد جان نعیمی شہید

۲۔ مولانا محمد قاسم جان

۳۔ علامہ مفتی محمد جان نعیمی

۴۔ بشیر احمد جان

۵۔ نذیر احمد جان

۶۔ منیر احمد جان

اور معنوی اولاد سندھ، بلوچستان، پنجاب اور دوسرے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ان کے بعد ان کے جواں سال صاحبزادے برادر م مولانا غلام محمد نعیمی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف یہ کہ ان مراسم کو قائم رکھا بلکہ اور فروغ دیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے اولاد کی کس طرح تربیت فرمائی تھی۔ انھوں نے اپنا خلوص و لگن اولاد میں منتقل کر دیا تھا۔ خدا کی شان فاضل نوجوان مولانا غلام محمد نعیمی علیہ الرحمۃ جوانی ہی میں ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ پھر ان کے چھوٹے بھائی مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ نے ورثہ تعلق کو اور بڑھایا، اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے، ان کو اور ان کے علمی ذوق کو دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوتی ہے ابھی تو وہ جوان ہیں۔ امید ہے کہ وہ علم وہ تحقیق کے میدان میں خوب ترقی کریں گے۔ دارالعلوم کی گونا گوں مصروفیات اور اہتمام و انصرام کی ذمہ داریوں کے باوجود علمی ذوق کو پروان چڑھانا انھیں کی مردانہ ہمت کا کام ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مزید ہمت و استقامت عطا فرمائے۔ آمین

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی
اللہ کرے مرحلہ شوق نہ ہو طے

ایک مرتبہ دارالعلوم میں جانا ہوا، فاضل مرتب مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد عبداللہ جان نعیمی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ کا مجموعہ دکھایا جس کو مفتی محمد جان صاحب خود مرتب کر رہے تھے۔ دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی اور دل سے دعائیں نکلیں کیونکہ ہمارے مدارس دینیہ میں تحریر و تحقیق کا ذوق بہت کم ہے۔ ساری توانائیاں تقریر پر صرف کردی جاتی ہیں، بیشک تدریس و تحقیق اور تصنیف و تالیف میں گوتے سبقت لے جانا باہمت علماء کا کام ہے، انھیں حضرات کے دم سے دنیائے علم و دانش میں رونق ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مولانا مفتی محمد جان نعیمی کی اس علمی کاوش کو قبول فرما کر اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین مولانا مفتی محمد جان نعیمی زید مجدہ سے مل کر ہمیشہ خوشی ہوتی ہے۔ ان کی محبت و اخلاص نے دل میں گھر کر لیا ہے۔ جب وہ کسی تحریر کی فرمائش کرتے ہیں تو قلم رواں ہو جاتا ہے حالانکہ ایسی فرمائشوں کی تکمیل میں مہینوں لگ جاتے ہیں۔ موصوف نے کراچی سے فون پر فرمائش کی حضرت مفتی محمد عبداللہ جان نعیمی کے بارے میں جو کچھ یاد ہو قلم بند کردیں۔ ان کے ارشاد کے مطابق جو کچھ یاد تھا لکھ دیا، مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

مفتی صاحب کا سارا وقت تعلیم و تدریس، عبادت و ریاضت اور خدمت خلق میں گزرتا اس لئے ان کو تصنیف و تالیف کے لئے وقت نہ مل سکا۔ چند رسائل ان کی یادگار ہیں۔ آخر عمر میں البیاض النعیمی کے عنوان سے اپنے فتوؤں کو جمع کرانا شروع کیا تھا۔ مفتی صاحب تو خود کتابیں

نہ لکھ سکے مگر وہ ایسی نادر و نایاب کتابیں جمع کر گئے ہیں کہ آنے والے محققین ان سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ مفتی صاحب کو کتابوں سے بڑا شغف تھا۔ وہ اس کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر کرتے تھے اور ایسے ہی ایک سفر میں وہ شہید ہوئے۔

مفتی محمد عبداللہ نعیمی قدس سرہ العزیز کی صرف ایک بار زیارت ہوئی، دوبارہ زیارت کی حسرت ہی دل میں رہ گئی۔

ایک ہی بار ہوئیں وجہ گرفتاری دل
انتفات ان کی نگاہوں نے دوبارہ نہ کیا

ایک بار فقیر جامع مسجد، مکلی (ٹھٹھہ) میں نماز مغرب سے فارغ ہوا تو چند عقیدت مندوں کی جھڑپ میں ایک نورانی پیکر دیکھا جس کے چہرے سے وہ عالمانہ وقار مترشح تھا جو فقیر نے اپنے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز اور صدر الافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز کے مبارک چہروں پر دیکھا تھا۔ حیف وہ چہرے کہاں گئے!

سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ شہر عالم اور سلف صالحین کی یادگار تھے۔ وہ حضرت تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ کے تلمیذ رشید تھے جو حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید تھے ان کے دل میں علم کی ایسی لگن تھی جو اس زمانے میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ جب جامع مسجد مکلی (ٹھٹھہ) میں حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ سے فقیر کی پہلی اور آخری ملاقات ہوئی تو عرض کیا کہ

”تھوڑی دیر کے لئے غریب خانے پر تشریف لے چلیں۔“ حضرت نے فرمایا

”ایک شادی میں سجادول جارہا ہوں ان شاء اللہ پھر آؤں گا۔“

اتفاق سے اسی زمانے میں فتاویٰ رضویہ کی ایک غیر مطبوعہ جلد چھپ کر ہندوستان سے آئی تھی، فقیر نے چلتے چلتے، باتوں باتوں میں اس کا ذکر کیا تو سنے ہی غریب خانے پر چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ تشریف لائے اور بڑے ذوق و شوق سے اس جلد کا مطالعہ فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا ”مجھے عنایت فرمادیں مطالعہ کے بعد واپس بھیج دی جائے گی۔“ چونکہ فقیر نے مطالعہ نہیں کیا تھا اس لئے عرض کیا کہ ”مطالعہ کے بعد پیش کر دی جائے گی۔“ ایسا مجسوس ہوا کہ حضرت مفتی صاحب کو اس جواب میں دھچکا سا لگا۔ فوراً فرمایا جب میں مرجاؤں گا۔“ (یعنی میرے مرنے کے بعد دیں گے)۔ فقیر نے یہ کلمات سنے ہی فتاویٰ رضویہ کی وہ جلد پیش کر دی۔ بہت خوش ہوئے اور دعا میں دیں۔ پھر ایک دو ماہ بعد اس کی جلد بنوا کر واپس کر دی۔ اللہ اکبر! یہ تھا ان حضرات کا ذوق و شوق اور امانت داری کہ غیر جلد کتاب لے گئے اور جلد بنوا کر واپس۔ آج کل یہ امانت داری کہاں؟ کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اخبار میں خبر پڑھی حضرت مفتی صاحب اپنی کار میں تلاش علم میں جارہے تھے ایک حادثہ میں شہید ہو گئے۔ خبر پڑھتے ہی حضرت مفتی صاحب کے وہ الفاظ یاد آ گئے۔ ”جب میں مرجاؤں گا۔“ واقعی اگر پہلی ملاقات میں فقیر فتاویٰ رضویہ نہ دیتا تو پھر کبھی نہ دے پاتا۔ حیف۔

آئے بھی اور گئے دل بھی وہ لے کر غمگین

ہائے کیا کیا نہ ہوا ہم کو خبر ہونے تک

حضرت مفتی صاحب کے ذوق علم کے بارے میں ادارہ تحقیقات امام

احمد رضا کراچی کے صدر محترم جناب سید ریاست علی قادری فرماتے تھے کہ بریلی شریف سے ان کے پاس امام احمد رضا بریلوی کے بہت سے قلمی نوادرات آئے تھے جن میں تصانیف، شروح اور حواشی سب ہی تھے۔ حضرت مفتی صاحب کو جب اس علمی ذخیرہ کا علم ہوا تو ملیر سے نار تھ کراچی زیارت کے لئے خود تشریف لائے حالانکہ فاصلہ دس بارہ میل سے کم نہ ہو گا۔ پھر برابر آتے رہے، مخطوطات لے جاتے ان کے عکس تیار کراتے یہاں تک کہ سارے مخطوطات کی عکس کاپیاں بنوا کر اپنے کتب خانے میں محفوظ کر لیں۔ ان کے کتب خانے کے متعلق جسٹس مفتی سید شجاعت علی قادری لکھتے ہیں۔

”اندرون سندھ کے اکثر مخطوطات کی نقول مفتی صاحب کے کتب خانے میں موجود ہیں اور میری خوش قسمتی ہے کہ ان سے مجھے استفادہ کا اتنا موقع مل گیا۔“ (۷)

اس میں شک نہیں مفتی صاحب اپنے عہد کے جلیل القدر عالم اور مفتی تھے ان کے بارے میں علماء و مشائخ نے اظہار خیال فرمایا ہے حرف بحرف صحیح ہے۔ سلسلہ قادریہ کے شیخ طریقت حضرت شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ ”یقیناً وہ سیرت و کردار کے غازی اور شریعت و طریقت کے جامع اور علوم ظاہری و باطنی کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم لدنی کی دولت سے سرفراز کیا تھا۔“ (۸)

اس میں شک نہیں دور حاضر میں مفتی صاحب سلف صالحین کی یادگار تھے مولانا جمیل احمد نعیمی زید عنایتہ (ناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ کراچی) فرماتے ہیں: ”مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی علیہ الرحمہ کو دیکھ کر بلا مبالغہ قرون اولیٰ کے پاکیزہ سیرت حضرات کی یاد تازہ ہو جایا کرتی تھی۔“ (۹)

سندھ کے مشہور عالم و عارف حضرت مجددی پیر محمد ابراہیم جان مجددی سرہندی مدظلہ العالی جن کے پایہ کا عالم اور ولی اس وقت سندھ میں نظر نہیں آتا، حضرت مفتی صاحب کے متعلق ایک سندھی قطعہ تاریخ وفات میں فرماتے ہیں۔

۱۔ وہ اس دور کے شاہ ولی اللہ تھے

۲۔ وہ ملک ولایت کے بادشاہ تھے

اور امیر ورلڈ اسلامک مشن کراچی مولانا سید محمد حسن قادری تحریر فرماتے ہیں۔

”فقیر اعظم سندھ حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب نعیمی نور اللہ مرقدہ اسلاف کی زندہ نشانی تھے ان کو دیکھ کر اپنے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔“ (۱۰)

اس میں شک نہیں کہ حضرت علامہ مفتی محمد عبداللہ نعیمی نقشبندی مجددی قادری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز عالم اسلام کے مایہ ناز عالم اور ولی کامل تھے، ان کی مبارک زندگی اس شعر کی آئینہ دار تھی۔
از خیال خویشتن بخویش شو، بیگانہ باش
از خیال حضرت جانانہ شو، جانانہ باش

محمد مسعود احمد

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج اینڈ ہوسٹ

گریمبویٹ اسٹڈیز سینٹر

سکھر (سندھ)

(اسلامیہ جمہوریہ پاکستان)

حیات نعیمی کے حاشیے

- (۱) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۳۳ مطبوعہ کراچی
- (۲) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۷۰-۷۱ مطبوعہ کراچی
- (۳) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۲۱ مطبوعہ کراچی
- (۴) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۱۹-۲۰ مطبوعہ کراچی
- (۵) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی عبداللہ ص ۵۳ مطبوعہ کراچی
- (۶) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی عبداللہ ص ۵۳ مطبوعہ کراچی
- (۷) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی عبداللہ ص ۵۵ مطبوعہ کراچی
- (۸) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۳۳ مطبوعہ کراچی
- (۹) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۸۳ مطبوعہ کراچی
- (۱۰) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۸۹ مطبوعہ کراچی
- (۱۱) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۸۳ مطبوعہ کراچی
- (۱۲) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۷۱ مطبوعہ کراچی
- (۱۳) مولانا محمد اسلم نعیمی سوانح حیات مفتی اعظم سندھ ص ۷۱ مطبوعہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین
ولا یزید الظالمین الا خساراً

رسالہ
تعویذ کا شرعی حکم

تالیف لطیف
مفتی اعظم سندھ شیخ الحدیث مفتی محمد عبد اللہ نعیمی قدس سرہ

ترتیب و تعلیق

صاحبزادہ محمد جان نعیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرف انتساب

مولانا پیر طریقت شمس شریعت زبدۃ العارفین واعظ اسلام الحاج
محمد عبد اللہ سولنگی رحمۃ اللہ علیہ (مرشد کامل سلسلہ نقشبندیہ، حضرت مفتی
اعظم سندھ قدس سرہ) کے نام جن کے فیض و برکت سے دارالعلوم مجددیہ
نعیمیہ مرکز علم و حکمت بنا۔ جہاں تشنگان علوم دین اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

شاہاں را چہ عجب گر نوازند گدارا

احقر
محمد جان نعیمی

بتاریخ 3/7/1410 الموافق 31/1/90

ابتدائیہ

حضرت قبلہ و کعبہ استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کے قلم میں فقہاء کی شدت تھی اور محققین کی طرح جستجو تھی۔ ذہن مجتہدانہ تھا، سوچ مفکرانہ تھی۔ آپ کے علمی تقویٰ اور اولہ قاهرہ کے شہ پارے آپ کو آپ کی تصانیف میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ جب ایک رسالہ بنام تعویذ گنڈا شرک ہے نظروں سے گزرا تو میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ رسالہ پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس نوعیت کا ایک سوال بھی بصورت استفتاء آیا ہے۔ لہذا حضرت نے اسی وقت قلم اٹھایا۔ اور اس مسئلہ (تعویذ گنڈا جائز ہے) کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تحریر فرمایا۔ وہ قلمی مسودہ موجود تھا۔ حضرت کی حیات میں منظر عام پر نہ آ سکا۔ مگر میرے استاد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی کے شب و روز کاوشوں کے نتیجے میں یہ کتاب منظر عام پر آ رہی ہے۔ مفتی محمد جان نعیمی نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا۔ کیوں کہ اس کتاب کی بڑی ضرورت تھی۔ اس لئے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے۔

محمد عبدالعلیم اتھاری عفی عنہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام بابت اس مسئلہ میں کہ آج کل بعض اشہارات اور رسائل و اخبار وغیرہ میں آتا ہے کہ تعویذ گنڈا ہاندھنا اور دم وغیرہ کرنا حرام اور شرک ہے کیوں کہ یہ کام پیٹ پرست پیروں کا ایجاد کیا ہوا ہے اور تعویذات پر اجرت لینا حرام ہے۔۔۔ لہذا برائے کرم قرآن و سنت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔۔۔ کہ شریعت مطہرہ میں تعویذ وغیرہ ہاندھنا اور کچھ پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟۔۔۔۔

بینوا و توجروا عند اللہ تعالیٰ
سائل۔۔۔۔ محمد لبیب صاحب از ملیر کالونی کراچی۔

الجواب

واللہ هو الموفق للصواب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم
بندہ ناچیز۔۔۔۔۔ صورت مسئلہ کے جواب سے پہلے اپنے مسلمان بھائیوں کی ہدایت کے لئے چند کلمات بطور پند و نصائح ذکر کرتا ہے۔ رب تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر قائم فرمائے۔۔۔ آمین ثم آمین۔
میرے مسلمان بھائیو! رب تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (الایۃ) (۱)

ترجمہ: اے میرے بندو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی

اطاعت کرو۔۔۔ اور ان کی جو تم میں صاحب امر ہیں۔ اولی الامر سے مراد علماء کرام ہیں جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

هم الفقهاء والعلماء الذين يعلمون الناس معالم دينهم و هو قول الحسن والضحاك ومجاهد انتهى (۲)

ترجمہ: یعنی وہ علماء اور فقہاء جو تعلیم دیتے ہیں لوگوں کو دین کے احکام کی۔ یہ بھی جانتا چاہیئے کہ علماء و فقہاء سے مراد وہ علماء و فقہاء ہیں۔ جو قرآن و سنت کے علوم میں ماہر ہوں اور ان علوم پر پورا عبور رکھتے ہوں جن پر قرآن و سنت جانا موقوف ہے۔ جیسے ائمہ مجتہدین ہیں۔ اور وہ علماء کرام جو علم و عمل، عرفان الہی اور حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیکر ہوں جن کی تصانیف پر عرب و عجم و مشرق و مغرب کے علماء کرام کا اعتماد ہو۔۔۔ اگر ہر ایک لکھا پڑھا مراد ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علماء سوء کی اتباع سے بچنے کی کیوں تاکید فرماتے۔۔۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔۔۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔

يكون في آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فايحكم لا يضلونكم ولا يفتنونكم (رواه مسلم) - (۳)

ترجمہ: کہ آخر زمانے میں جھوٹے اور مکار تمہارے ہاں ایسی حدیثیں لائیں گے جو نہ تم نے سنی تھیں اور نہ تمہارے آباء و اجداد نے۔۔۔ پس اپنے آپ کو ان کی گمراہی سے بچاؤ مبادا کہ تمہیں گمراہی اور فتنوں میں نہ ڈالیں۔ انتہی۔

اور اسی طرح یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں متہتر فرقے ہوں گے۔ اور ان میں سے بہتر فرقے جہنمی ہوں گے اور ایک گروہ جنتی ہے پس صحابہ کرام نے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جنتی گروہ کون سا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔۔۔

ما انا عليه واصحابي (الحديث)۔۔۔ (۴)

یعنی جس عقیدے پر میں اور میرے صحابہ کرام ہیں اس عقیدے پر جو ہوگا وہ جنتی گروہ ہے۔

بفضلہ تعالیٰ وہ گروہ جنتی اہل سنت و جماعت کا ہے جس کے جنتی ہونے کی یہی دلیل ہے کہ امت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول بندے گزرے ہیں اور اس وقت جو ہیں وہ سب کے سب اہل سنت و جماعت کے عقیدے پر تھے اور ہیں۔۔۔ اور اسی طرح امت میں جب اختلاف پیدا ہو تو گروہ عظیم کی اتباع کا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا۔۔۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ في النار۔۔۔ (الحديث) (۵)
پس بفضلہ تعالیٰ امت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جتنے بھی فرقے پیدا ہوئے ہیں ان سب میں سواد اعظم جماعت اہل سنت ہے۔ اور اس اہل سنت کا عظیم گروہ ہونا اس گروہ کے جنتی ہونے کی دلیل ہے۔۔۔ لہذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن و سنت کا جو مفہوم سلف صالحین و ائمہ مجتہدین اور علماء محققین نے بیان فرمایا ہے۔ اس کو حق جائیں اور اس پر عمل کریں اور ہر ایک کہہ نہ کا بیان کردہ مفہوم حجت نہیں۔ اور قرآن و سنت کا علم دین ہے اور دین کس سے لینا چاہیئے اس بارے میں

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔

ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم (الحديث) (۶)
ترجمہ:- کہ یہ علم (یعنی قرآن و سنت) دین ہے۔ جس سے اپنا دین لینا چاہو اس کے عقیدے اور اعمال و تقویٰ وغیرہ میں غور و فکر کے بعد اپنا دین حاصل کرو۔ نہ کر ہر ایک کہہ مہ کی بات پر چلا کرو۔۔۔
لہذا احادیث صحیحہ اور اسلاف کرام کے اقوال سے ثابت ہوا کہ ہر ایک پڑھے لکھے کے قول پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ اس کا عقیدہ، تقویٰ اور علمیت معلوم نہ ہو۔

پس میرے مسلمان بھائیو! ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق امت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرقوں میں متفرق ہو چکی ہے۔ محمد اللہ تعالیٰ ان سے گروہوں میں تابعین کے دور سے لے کر آج تک سواذ عظیم اہل سنت و جماعت کا گروہ ہے۔ جسے اس وقت ہمارے ملک میں بریلوی جماعت کہا جاتا ہے۔ اس سواذ عظیم کی اتباع کا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امر فرمانا اس گروہ کی حقانیت اور ناجی ہونے کی دلیل کامل ہے۔ لہذا قرآن و سنت کے مضموم کو اہل سنت و جماعت کے علماء محققین نے جو بیان فرمایا ہے اس پر ہمیں عمل کرنا چاہیئے اور ہمارے لئے ان ہی حضرات کا قول و فعل و عمل حجت ہے۔ اور اس پر فتن دور میں ہر ایک پڑھے لکھے کے پیچھے لگنا نہایت ناوانی ہے۔ رب تعالیٰ ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم رکھے اور گمراہ فرقوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین
ثم آمین

برادران اسلام:

صورۃ مسئلہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت اور

ادعیہ ماثورہ اور وہ دعائیں اور وظائف جو ہمارے بزرگان دین سے مقول ہیں۔ پڑھ کر مریض پر دم کرنا اور تعویذ بنا کر باندھنا جائز ہے بلکہ سنت و مستحب ہے۔ جس کا انکار کوئی ذی علم نہیں کر سکتا اور جملاء اور گمراہ فرقوں کے اقوال پر کوئی اعتبار نہیں۔

برادران اسلام:

قرآنی آیات اور کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس طرح روحانی امراض کے لئے شفاء ہے اسی طرح جسمانی امراض کے لئے بھی شفاء ہے۔
جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا (الایۃ) (۷)

ترجمہ:- اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی پہنچتا ہے۔
اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید میں مومنوں کے لئے روحانی اور جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے۔

اقوال مفسرین کرام:

جیسا کہ مفسر قرآن محمد اسماعیل حقّی قدس سرہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

واعلم ان القرآن شفاء للمرض الجسماني الخ (۸)

ترجمہ:- جان لے کہ تحقیق قرآن مجید جسمانی مرض کے لئے بھی شفاء ہے انتہی۔

اور حضرت علامہ شیخ جمل اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

و فی الخازن و هو شفاء من الامراض الظاهرة والباطنة واما كونه شفاء من الامراض۔ الجسمانية فان التبرک بقرآن ته يدفع كثيرا من الامراض يدل عليه ما روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في فاتحة الكتاب وما يدريك انها رقية النخ (۹)

ترجمہ:- تفسیر خازن میں ہے کہ قرآن مجید امراض ظاہرہ اور باطنہ کے لئے شفاء ہے۔ اور اس کا امراض جسمانیہ کے لئے شفاء ہوتا وہ اس لئے کہ قرآن مجید کے تلاوت کی برکت بت سے امراض کو دفع کرتی ہے۔ اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ سورت فاتحہ رقیہ ہے۔ یعنی دم ہے انتہی۔

اور اسی طرح حضرت علامہ سید محمود البغدادی قدس سرہ اپنی تفسیر روح المعانی میں قرآن مجید کے امراض جسمانیہ اور روحانیہ کے لئے شفاء ہونے کے بحث میں آیات شفاء کے بارے میں امام سبکی علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرماتے ہیں:

وقال السبكي وقد جربت كثيرا ومن القشيري انه مرض له ولد ليس من حياته فرأى الله تعالى في منامه فشكى له سبحانه ذلك فقال اجمع آيات الشفاء واقراها عليه او كتبها في اناء واسقه فيه مامحييت به ففعل فشفاه الله تعالى۔ والاطباء معترفون بان من الامور والرقى ما يشفى بخاصية روحانية كما فصله الاندلسي في مفرداته وكذا داود في الجلد الثاني من تذكرته ومن ينكر لايعابه وقال مالك لابس بتعليق الكتب التي فيها اسماء الله تعالى على اعناق المرضى على وجه التبرک بها النخ ورخص الباقر في العوذة تعلقا على الصبيان مطلقا وكان ابن

سيرين لا يرى باسا بالشي من القران يعلقه الانسان كبيرا او صغيرا مطلقا وهو الذي عليه الناس قديما وحديثا في سائر الامصار النخ (۱۰)

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید سے دم اور تعویذ کا منکر ہے اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس تعویذ میں اسماء الہی لکھے ہوں اس کو برکت کے لئے مریض کی گردن میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معوذات اور قرآن مجید کی آیات کو لکھ کر گردن میں لٹکانے کی رخصت فرمائی ہے۔ اور پھر یہی صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ معوذات اور قرآنی آیات اور اسماء الہی کو لکھ کر گردن میں لٹکانے پر قدیم اہل اسلام کا تمام بلاد میں معمول رہا ہے۔

اور اسی طرح حضرت علامہ قرطبی تفسیر احکام القرآن میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

اختلف العلماء في كونه شفاء على قولين احدهما انه شفاء للقلوب بزوال الجهل عنها وازالة الريب والكشف غطاء القلب من مرض الجهل والامور الدالة على الله تعالى والثاني شفاء من الامراض الظاهرة بالرقى والتعوذ ونحوه النخ (۱۱)

پھر فرماتے ہیں۔

وسئل ابن المسيب عن التعويذا يعلق قال اذا كان في قصبة او رقعة يحذر فلا باس به وهذا على ان المكتوب قرآن و عن الضحاک انه لم يكن يرى باسا ان يعلق الرجل الشيء من كتاب الله اذا وضعه عندا الجماع وعند الغائط ورخص ابو جعفر محمد بن علي في التعويذ

یعلق علی الصبیان وکان ابن سیرین لایری باسا بالشی من القرآن یعلقه الانسان انتہی' (۱۲)

اور نبی علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے بالغ بچوں کو معوذات یاد کراتے تھے اور نابالغ بچوں کو معوذات لکھ کر گردن میں لٹکاتے تھے اور فرماتے تھے۔

وکان عبداللہ یعلمہا ولده من ادرك منهم ومن لم یدرك كتبہا وعلقہا علیہ انتہی' (۱۳)

اور علامہ شیخ محمد فاضل بن یامین قدس سرہ فرماتے ہیں۔

ان هذه السورة المباركة اعنى الفاتحة تبرى الاسقام والالام وتعجل بها العافية اذا قراها المريض فى حينه اوتليت عليه ومسح على جميع بدنه مرة واحدة او على الموضع الموضع ثلاث مرة واذا كتبت فى اثناء طاهر ومحبت بماء طاهر وغسل المريض بها وجهه عوفى باذن الله الخ (۱۴)

لہذا مفسرین کرام کی عبارات سے یہ امر واضح ہوا کہ قرآن مجید روحانی اور جسمانی امراض کے لئے شفاء ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات اور اسماء الہی اور ادویہ ماثورہ لکھ کر مریض کی گردن میں لٹکانا صحابہ کرام اور تابعین عظام اور سلفا و خلفا تمام بلاد اسلام میں مسلمانوں کا معمول رہا ہے۔ اور اسی طرح احادیث نبوی علی صاحبہا الف صلوة و سلام سے بھی قرآن مجید کی آیات اور ادویہ ماثورہ پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ بنا کر گردن میں لٹکانا ثابت ہے۔

ثبوت از احادیث مبارکہ

حدیث اول:

عن انس رضى الله تعالى عنه قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الرقية من العين و الحمة والنملة (رواه المسلم) (۱۵)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رخصت مرحمت فرمائی رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظربد اور زہریلا حیوان کاٹے اور زخم پہلو سے دم کرنے کی انتہی۔

حدیث دوم:

عن عائشة رضى الله عنها قالت امرنى النبى صلى الله عليه وسلم ان نسترقى من العين (رواه البخارى والمسلم) (۱۶)

ترجمہ:- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بد نظر سے دم کرنے کا امر فرمایا انتہی۔

حدیث سوم:

عن ام سلمة ان النبى صلى الله عليه وسلم راى فى بيتها جارية فى وجهها سفعة تعنى صفرة فقال استرقوا بها فان بها النظرة (متفق عليه) (۱۷)

ترجمہ:- ام المومنین بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے گھر میں ایک کنیز کے چہرہ میں زردی دیکھی تو فرمایا اس کو نظر ہے۔ اس کو دم کرو۔

حدیث چہارم:

عن جابر رضى الله تعالى عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم

عن الرقی فجاء ال عمرو بن حزم فقالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه كانت عندنا رقیۃ نرقی بها من العقرب وانت نهیت عن الرقی فعرضوها علیہ فقال ما اری بها باسا من استطاع منکم ان ینفع اخاه دنیفعہ (رواہ المسلم) (۱۸)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دم کرنے سے منع فرمایا۔ پھر عمرو بن حزم کے گھر تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ہاں ایک دم ہے جو ہم بچھو کے کاٹے سے دم کرتے تھے اور سرکار نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے اپنا وہ دم سرکار کو پڑھ کر سنایا تو سرکار نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے جو تم میں سے اپنے بھائی کو نفع دے سکتا ہے تو چاہیے اس کو نفع دے اٹھی۔

حدیث پنجم:

عن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاہلیۃ فقلنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لا باس بالرقۃ ما لم یکن فیہ شرک (رواہ المسلم) (۱۹)

ترجمہ:- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم جاہلیت میں دم کرتے تھے تو ہم نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں اس میں تو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سناؤ اپنا دم ہمیں فرمایا کہ جس دم میں کلمات شرکیہ نہ ہوں اس میں کوئی حرج نہیں اٹھی۔

حدیث ششم:

عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ینفث علی نفسہ فی المرض الذی مات فیہ بالمعوذات فلما ثقل کنت انفث علیہ وامسح بیدنفسہ لیرکتہا (رواہ البخاری) (۲۰)

ترجمہ:- ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس مرض میں وصال پایا اس میں معوذات پڑھ کر اپنے جسم شریف پر دم کرتے تھے اور پھر جب سرکار کا مرض بھاری ہوا تو میں معوذات پڑھ کر سرکار پر دم کرتی تھی اور برکت کے لئے سرکار کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی اٹھی۔

حدیث ہفتم:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جلدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا فرع احدکم فی النوم فلیقل اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبہ وعقاب وشر عبادہ ومن همزات الشیاطین وان یحضرہ فانہا لن تضرہ (الحديث) (۲۱)

ترجمہ:- سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم میں سے خواب میں ڈرے تو اسے چاہیئے یہ کلمات کہے کہ اعوذ بکلمات اللہ التامات الخ۔

حدیث ہشتم:

وکان عبداللہ بن عمرو یعلمہا من بلغ من ولده ومن لم یبلغ منہم کتبہا فی صک ثم علقہا فی عنقہ (رواہ ابوداؤد و الترمذی) (۲۲)

ترجمہ:- یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو یہی کلمات اپنے بالغ بچوں کو سکھاتے تھے اور نابالغ بچوں کے لئے لکھ کر گردن میں لٹکاتے تھے اٹھی۔

مذکورہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہوا کہ قرآن مجید اور اذعیہ ماثورہ پڑھ کر دم گردن اور تعویذ بنا کر گردن میں بندھنا شرعا جائز اور مستحب ہے۔ اور اسی طرح پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عمل رہا ہے۔ اور اسی طرح محدثین کرام و فقہاء عظام کے اقوال سے بھی تعویذ بنا کر گردن میں بندھنا، دم گردن ثابت ہے۔

اقوال محدثین عظام و فقہاء کرام

قول اول:

محدث کبیر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

وقد اجمع العلماء على جواز الرقي عند اجتماع ثلاثة شروط ان يكون بكلام الله تعالى او باسمائه وصفاته وباللسان العربي او بما يعرف معناه من غيره وان يعتقد ان الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى واختلفوا في كونها شرطا والراجع انه لا بد من اعتبار الشروط المذكورة ففي صحيح مسلم من حديث عوف بن مالك قال كنا نرقي في الجاهلية فقلنا يا رسول الله ﷺ كيف ترى في ذلك فقال اعرضوا على رقاكم لا باس بالرقى ما لم يكن فيه شرك وله من حديث جابر بنى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الرقى فجاء آل عمرو بن حزم فقالوا يا رسول الله ﷺ انه كانت عندنا رقية نرقي بها من العرق قال فعرضوا عليه فقال ما لارى باسا من استطاع ان ينفع اخاه فلينفعه الخ (٢٣) هكذا في عون المعبود شرح ابى داود (٢٤) وكذا في المواهب اللطيفة (٢٥)

قول دوم:

حضرت شیخ علامہ قرطبی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

فيه دلالة على جواز الرقى من كل الا لام وان ذلك كان امرا معلوما بينهم انتهى (٢٦) ترجمہ:- یعنی اس میں دلیل ہے ہر طرح کی تکالیف کے لئے تعویذ کے جواز پر اور یہ طریقہ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں معروف ہے۔

قول سوم:

خاتم المحدثین شیخ عبدالحق قدس سرہ فرماتے ہیں۔

واذنبنا جواز آویختن تعویذات در گردن معلوم میشود و بعضی علماء را درین جا اختلاف است مختار آن است کہ تعلیق حرزات و مانند آن مکروه است اما اگر قرآن یا اسماء الہی تعالیٰ بنویسند باکے نیست۔ (٢٤)

قول چہارم:

جازت الرقى من كل آية اذا كانت بما يفهم وافضل ذلك وانفعه الرقية باسماء الله تعالى وكلامه العزيز وكلام رسوله صلى الله عليه وسلم (٢٨)

قول پنجم:

اور شیخ حضرت علامہ مخدوم عبدالواحد سیستانی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

سوال:

ماقولہم اندر آنچہ دعاء نوشتہ تعویذ نمودہ در کلکو دکان اندا ختن
جائز است یا نہ بینوا وتوجروا۔

جواب:

الظاهر انه يجوز لما في الطريقة المحمدية اما تعليق التعویذ فلا بأس به
ولكن ينزع عند الخلاء والقریان كذا في التار خاتیه اقول ومما يدل
على مشروعية تعليق التعویذ في العنق ماذكر الشيخ الجزری فی
الحصن الحصین واذا فرغ او وجد وحشة او ارق فليقل اعوذ بكلمات الله
التامات من غضبه عقابه وشر عباده ومن همزات الشیاطین وان
یحضرون وكان عبدالله بن عمرو یلقنها من عقل من ولده ومن لم
یعقل كتبها فی صك ثم علقها فی عنقه انتهى فكتابة هذا التعویذ
وتعليق ذلك فی عنق الطفل من الصحابی دلیل المشروعية فمن انكر
هذا الفعل فقد انكر علی الصحابی كما لا یخفی * (۲۹)

قول ششم:

اور علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں ازیں جہت است وہ رقیہ
بقران و اسماء اللہ و صفات دے خاصۃ نباشد وبالجملة اجماع دارند
علماء امت نیز کراہت رقیہ بغير کتاب اللہ و اسماء و صفات وے تعالیٰ
شانہ واعظم رقیہا قرآن عظیم است (۳۰)

مذکورہ اقوال سے بھی یہ امر ثابت ہوا کہ قرآن مجید اور اوعیہ
ماثورہ اور کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھ کر دم کرنا اور تعویذ بنا
کر گے میں باندھنا شرعاً جائز اور مستحب ہے اور اسی پر قدیم سلف صالحین

کا تمام بلاد اسلام میں عمل رہا ہے۔ کما لا یخفی۔

برادران اسلام:

اب آپ حضرات کے سامنے وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن سے منکرین
ان کے عدم جواز پر استدلال کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ استدلال باطل
ہے معتبر نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ آگے ذکر کیا جائے گا۔

احادیث مبارکہ

حدیث اول:

عن زینب امراة عبدالله بن مسعود ان عبدالله رای فی عنقی خیطا فقال
ما هذا فقلت خیط رقی لی فیہ قالت فاخذہ فقطعہ ثم قال انتم ال عبدالله
لاغنیاء عن الشرک انتہی (۳۱)

ترجمہ:- بی بی زینب عبداللہ بن مسعود کی زوجہ سے روایت ہے کہ عبداللہ
بن مسعود نے میری گردن میں دھاگا دیکھا پس سوال کیا کہ کیا ہے؟ یہ تو
میں نے کما میرے لئے دم کیا ہوا دھاگا ہے پس عبداللہ بن مسعود نے اس
کو لے کر کاٹ ڈالا پھر کہا کہ تم آل عبداللہ شرک سے بے نیاز ہو۔

حدیث دوم:

عن عبدالله ابن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما ابالی اتیت ان انا شربت تریاقا او تعلقتم تمیمۃ او قلت الشعر
من قبل نفسی (رواہ ابو داؤد) (۳۲)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمر سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں پرواہ کرتا اس بات کی کہ تریاق پیوں
یا دھاگہ لٹکاؤں اور یا اپنی طرف سے اشعار کہوں انتہی۔

حدیث سوم:

عن جابر رضی اللہ عنہ سئل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النشرة فقال هو من عمل الشیطان (رواہ ابو داؤد) (۳۳)
ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نشرہ کے بابت سوال کیا گیا۔ (نشرہ جنوں کا دم ہے) تو فرمایا نشرہ شیطانی عمل ہے انتہی۔

حدیث چہارم:

عن المغیرہ بن شعبہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اکتوی او استرق فقد بری من التوکل (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ) (۳۴)

ترجمہ:- مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے فرمایا جس نے واگ لگایا یا دم کروایا پس بے شک توکل سے بری ہوا۔ انتہی۔

برادران اسلام:

یہ وہ احادیث ہیں جن سے منکرین جواز دم اور تعویذ اور دھاگہ وغیرہ کے ان امور کے شرک اور حرام ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان احادیث مبارکہ کے بارے میں علماء محققین جن کی تصانیف اور اقوال پر مشرق و مغرب کے علماء کرام کا اعتماد ہے وہ علمائے محققین کیا فرماتے ہیں۔

حدیث اول کا جواب:

یہاں دھاگہ سے مراد گنڈے کا نیلا دھاگہ ہے جس پر جادوگر جادو کا دم کر کے

مریض کو پہناتے ہیں چونکہ ان کے دم میں مشرکانہ الفاظ ہوتے ہیں۔ بتوں کا تول وغیرہ اور اس زمانہ میں زمانہ جاہلیت کے گنڈے وغیرہ بہت ہی متعارف تھے۔ اس لئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گنڈے پہننے کو شرک قرار دیا۔ کما قال البشیخ عبدالحق الدہلوی۔

حدیث دوم کا جواب:

اس حدیث کی شرح میں شیخ علی القاری کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قوله وتعلقت تمیمة ای اخذتها علاقة والمراد من التمیمة ما کان من تعائم الجاہلیہ ورقاھا فان القسم الذی یختص باسماء اللہ وکلماتہ غیر داخل فی جملة بل هو مستحب مرجوا لبرکة عرف ذلک من اصل السنة الخ (۳۵)

اور شیخ خاتم المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ مراد تعائم جاہلیت ست مثل مہرہ و ناخن درندہ پا و استخوانہائے ایشان و اما آنچه بقرآن و اسماء الہی باشد خارج است ازین حکم و مستحب است تعلق و تبرک بدان ۱ ۲ (۳۶)

یعنی حدیث پاک میں جس تعویذ کی ممانعت آئی اس سے مراد زمانہ جاہلیت کے تعویذ ہیں جن میں الفاظ شرکیہ ہوتے تھے۔ ان کا بیانا استعمال کرنا حرام ہے۔ باقی اگر تعویذ قرآنی آیات مبارکہ یا اسماء الہی سے ہے تو یہ جائز بلکہ مستحب ہے۔

حدیث سوم کا جواب:

اس حدیث کی شرح میں شیخ محقق شاہ عبدالحق فرماتے ہیں۔

پس مراد بآنچه او را از عمل شیطان داشته رقیہ خواہد بود کہ از عمل شیطان جاہلیت است مشتمل بر اسمائے اصنام و شیاطین یا یزبان

عبرانی کہ معادم نیست معنی آن نہ بقرآن و اسماء اللہ تعالیٰ ۱۰۱ (۳۷) یعنی اس سے مراد وہ عمل ہے جسے جاہلیت کے لوگ کرتے تھے جو کہ بتوں کے نام پر مشتمل تھا اس میں شرکیہ الفاظ تھے لیکن اگر قرآنی آیات اور اسماء الہی سے عمل کئے جائیں تو جائز ہے۔

حدیث چہارم کا جواب :

اس حدیث کی شرح میں یحییٰ ملا علی نقاری فرماتے ہیں۔

قوله او استرقی ای بالغ فی دفع الامراض باستعمال الکلمات التی لیست من اسماء اللہ تعالیٰ وکلمات کتابہ ولا من ادعیۃ الماثورۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقد بری من التوکل ای سقط من درجۃ التوکل التی ہی اعلیٰ مراتب الکمل انتہی (۳۸)

یعنی دفع امراض کے لئے قرآنی آیات اور اسماء الہی اور ادعیہ ماثورہ کے علاوہ اور کلمات استعمال کرنا متوکلین کی شان سے بعید ہے۔ خیال رہے کہ زمانہ جاہلیت میں داغ اور دم کو دفع مرض کے لئے مستقل علت مانا جاتا تھا۔ اس لئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو توکل کے خلاف قرار دیا۔

لہذا مذکورہ احادیث مبارکہ کے متعلق محدثین کرام کے اقوال پیش کئے گئے ان احادیث مبارکہ میں جو بھی نہی وارد ہوئی اس سے مراد ایسا تعویذ یا کنڈا وغیرہ ہے جس پر الفاظ شرکیہ استعمال ہوں۔ باقی ایسا تعویذ یا دھاگہ جو کہ قرآنی آیات اور اسماء الہی اور ادعیہ ماثورہ پر مشتمل ہے وہ جائز بلکہ مستحب ہے اور اسی پر قدیم سلف صالحین کا تمام بلاد اسلام میں عمل ہو رہا ہے۔ اور جو اس کا انکار کرتا ہے اس کا انکار معتبر نہیں۔ اور اسی طرح تعویذ وغیرہ پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے جس کا جواز احادیث صحیحہ اور

فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہے۔

ثبوت از احادیث مبارکہ و اقوال علماء کرام

حدیث اول:

عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مروا بماء فیہم لدیغ او سلیم فعرض لہم رجل من اہل الماء فقال هل فیکم من راق ان فی الماء رجلا لدیغا او سلیمما فانطلق رجل منهم فقراء بفاتحة الكتاب علی شاء فیرا فجاء بالشاء الی اصحابہ فکروا فلک وقالوا اخذت علی کتاب اللہ اجرا حتی قدموا المدینۃ فقالو یرسل اللہ اخذ علی کتاب اللہ اجرا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ رواہ البخاری وفی روایۃ اصبتم اقسما واضربوا الی معکم سہما (الحديث) (۳۹)

ترجمہ:- روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کسی گھاٹ پر گزری۔ جن میں ایک سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا تھا۔ تو گھاٹ والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آکر بولا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے۔ گھاٹ میں ایک شخص بچھو یا سانپ کا کاٹا ہوا ہے۔ تو صحابہ کرام میں سے ایک صاحب کچھ بکریوں کی شرط پر چلے گئے۔ سورۃ فاتحہ پڑھ دی اور وہ اچھا ہو گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس کچھ بکریاں لائے۔ صحابہ کرام نے ناپسند کیں۔ وہ بولے تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئے بولے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہوں نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً اجرت لینے

کے سبب سے زیادہ لائق کتاب اللہ ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم نے ٹھیک کیا بانٹ لو اور اپنے ساتھ ہمارا حصہ بھی رکھو۔ انتہی۔ اور اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فیه دلیل علی جواز الاستجار لقراءة القرآن والرقیۃ بہ الخ (۳۰)
اور شیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں یوں فرماتے ہیں۔

دریں حدیث دلیل ست بر جواز رقیہ بقرآن و اخذ اجرت بر آن الخ (۳۱)
فرماتے ہیں۔

حدیث دوم:

عن ابی سعید الخدری ان رھطا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انطلقوا فی سفرة سافروھا فنزلوا بحی من احیاء العرب فقال بعضهم ان سیدنا لدغ فهل عند احد منکم شی ینفع صاحبنا فقال رجل من القوم نعم واللہ انی لارقی ولكن استضعفناکم فایتیم ان تضیفونا ما انا براق حتی تجعلوا لی جعلاً فجعلوا له قطیعاً من الشاء فاتاه فقراء علیہ ام الکتاب ویتفل حتی براء کانما انشط من عقال قال فاقامہم جعلہم الذی صالحوہم علیہ فقالوا اقتسموا فقال الذی رقی لاتفعلوا حتی ناتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنستا مرہ فغدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فذکروا له فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من این علمتم انها رقیۃ احسنتم اقتسموا واضربوا لی معکم بسہم (الحديث) (۳۲)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت سفر کر رہی تھی۔

پس وہ عرب کے ایک قبیلے کے پاس اترے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی ایسی چیز ہے کہ جس سے ہمارے سردار کو نفع پہنچے۔ جماعت میں سے ایک نے کہا ہاں خدا کی قسم میں دم کروں گا۔ لیکن ہم نے تم کو ممان نوازی کا کہا لیکن تم نے ضیافت سے انکار کر دیا۔ لہذا میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا جب تک تم میرے ساتھ کچھ مقرر نہ کرو۔ پس انہوں نے بکریوں کا ایک گھٹلے کر لیا۔ پس اصحابی نے آکر اس پر سورۃ فاتحہ پڑھی اور تھٹکرا تو وہ تندرست ہو گیا جیسے رسیاں کھل گئی ہوں۔

پس انہوں نے وعدے کے مطابق نذرانہ پیش کر دیا اصحاب کہنے لگے کہ تقسیم کر لو۔ دم کرنے والے نے کہا ایسا نہ کیجئے یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر حکم معلوم نہ کر لیں۔ اگلے روز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں کہاں سے معلوم ہوا کہ اس کے ساتھ دم کیا جاتا ہے تم نے اچھا کیا لہذا تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی لگانا۔ انتہی۔

اس حدیث کی شرح میں صاحب عون المعبود فرماتے ہیں۔

فیه جواز الرقیۃ وبہ قالت الائمة الاربعة وفیہ جواز اخذ الاجرة قالہ العینی ۱ ۸۳ (۳۳)

لہذا مذکورہ احادیث صحیحہ اور اقوال محدثین عظام سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تعویذ، دم، گنڈا وغیرہ پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے شرعی کوئی ممانعت نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ محرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں گمراہ فرقوں کے شر سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر

قائم رکھے۔ اور اسی پر ہمارا خاتمہ کرے۔ آمین ثم آمین
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ہذا ملاحظہ لی فی ہذا الباب

کتبہ الفقیر
محمد عبداللہ نعیمی عفی عنہ

بہار شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۲۰۹

گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے جب کہ وہ تعویذ جائز ہو یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا گیا ہو اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے اسی طرح تعویذات اور آیات و احادیث و ادعیہ رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفاء پلانا بھی جائز ہے جب و حائض و نفسا بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں۔ بازو پر باندھ سکتے ہیں جب کہ تعویذات غلاف میں ہوں۔

(در المختار رد المحتار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماخذ و مراجع

نمبر شمار	نام مصنف	نام کتاب	مطبوعہ
۱	قرآن شریف		
۲	شیخ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۲۷ھ	تفسیر روح البیان	مطبوعہ مصر
۳	علاء الدین علی بن محمد متوفی ۷۳۱ھ	تفسیر غازی	مطبوعہ بیروت
۴	شیخ علامہ جمل متوفی ۷۰۰ھ	تفسیر جمل	مطبع کتبہ اسلامیہ ریاض
۵	محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	بخاری شریف	مطبوعہ کراچی
۶	سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	سنن ابوداؤد	کتبہ امدادیہ ملتان
۷	شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۲۰ھ	مشکوٰۃ شریف	مطبوعہ کراچی
۸	ابن عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۶۸ھ	تفسیر احکام القرآن	مطبع دارالکتب مصر
۹	عون المعیود شرح ابی داؤد		مطبع دارالکتب بیروت
۱۰	شیخ ابن حجر محمد حقیقی متوفی ۸۵۰ھ	فتح الباری شرح بخاری	مطبوعہ بیروت
۱۱	شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	اشعۃ اللمعات	مطبوعہ لکھنؤ
۱۲	شیخ ملا علی قاری حقی متوفی ۱۰۱۲ھ	مرقات شرح مشکوٰۃ	مطبوعہ بمبئی
۱۳	شیخ محمود عبدالواحد سیستانی متوفی ۱۲۲۲ھ	بیاض واحدی	مخطوطات
۱۴	شیخ محمود محمد عابد سندھی متوفی ۱۲۵۷ھ	مواہب اللطیفہ شرح مسند	مخطوطات
۱۵	شیخ محمد قاضی بن یحییٰ متوفی ۷۰۰ھ	نعت الہدایات	مطبوعہ بیروت

حواشی کتب

- ۱- قرآن شریف سورہ نساء پارہ ۵ آیت ۵۱۔
- ۲- شیخ علاؤالدین علی بن محمد متوفی ۸۶۵ھ تفسیر خازن جلد ۱ پارہ ۵ سورہ نساء۔ مطبع بیروت۔
- ۳- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۴- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۵- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۶- شیخ ولی الدین خطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۴ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۷- قرآن شریف سورہ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت ۸۱۔
- ۸- شیخ محمد اسماعیل حقی قدس سرہ متوفی ۱۱۳۷ھ۔ روح البیان ص ۱۹۳ ج ۵ مطبوعہ مصر۔
- ۹- شیخ علامہ جمل قدس سرہ متوفی سن۔ تفسیر جمل ج ۲ ص ۲۳۳ مطبع مکتبہ انصاریہ ریاض۔
- ۱۰- ابی عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۳۲۸ھ۔ تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۲۱۶ مطبع دارالکتب العربی، مصر۔
- ۱۱- ابی عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۳۲۸ھ۔ تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۲۱۶ مطبع دارالکتب العربی، مصر۔
- ۱۲- ابی عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۳۲۸ھ۔ تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۲۲۰ مطبع دارالکتب العربی، مصر۔

- ۱۳- ابی عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۳۲۸ھ۔ تفسیر احکام القرآن ج ۱۰ ص ۲۲ مطبع دارالکتب العربی، مصر۔
- ۱۴- شیخ محمد قاضی بن یحییٰ متوفی سن۔ نعت البدایہ و توصیف النہایہ ص ۲۱۵ مطبوعہ بیروت۔
- ۱۵- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۸ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۱۶- محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ بخاری شریف جلد دوم ص ۸۵۴ مطبوعہ کراچی۔
- ۱۷- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۱۸- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۸ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۱۹- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۸ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۲۰- شیخ ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری۔ بخاری شریف ج ۲ ص ۸۵۴ مطبوعہ کراچی۔
- ۲۱- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۷ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۲۲- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۷ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔
- ۲۳- شیخ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۴ھ۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۱۰ ص ۱۳۶ مطبع دار المعرفہ بیروت۔
- ۲۴- شیخ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۴ھ۔ عون المعبود شرح الاذکار جلد ۲ ص ۱۲ مطبع دار المعرفہ بیروت۔
- ۲۵- شیخ محمد بن محمد عابد الصغریٰ مدنی متوفی ۱۲۵۷ھ۔ الواہب اللطیف شرح مسند امام ابو حنیفہ ج ۲ ص ۳۱۲ مخطوطات۔
- ۲۶- شیخ شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹۰ مطبع چچ سار، لکھنؤ۔
- ۲۷- شیخ محمد بن عبد الواحد سیستانی متوفی ۱۲۲۲ھ۔ بیاض واحدی ج ۳ ص ۲۵۵ مخطوطات۔
- ۲۸- شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹۰ مطبع چچ سار، لکھنؤ۔
- ۲۹- شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۵۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کینی، کراچی۔

- ۳۰۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کسپی، کراچی۔
- ۳۱۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کسپی، کراچی۔
- ۳۲۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کسپی، کراچی۔
- ۳۳۔ شیخ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۵۰۹ مطبع ارج الطابع، بسبی۔
- ۳۴۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۱۱ مطبع تج سمار، لکھنؤ۔
- ۳۵۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۱۱ مطبع تج سمار، لکھنؤ۔
- ۳۶۔ شیخ علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۲ھ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۵۱۰ مطبوعہ ارج الطابع، بسبی۔
- ۳۷۔ شیخ ولی الدین الخطیب متوفی ۷۲۰ھ۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۹ مطبع سعید ایچ ایم کسپی، کراچی۔
- ۳۸۔ شیخ علی قاری متوفی ۱۰۱۲ھ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۱۳۹ مطبع مکتبہ اداویہ، ملتان۔
- ۳۹۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۶۹ ج ۲ مطبع تج سمار لکھنؤ۔
- ۴۰۔ سلیمان ابن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۸۸ مطبع مکتبہ اداویہ، ملتان۔
- ۴۱۔ سلیمان ابن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ عون السبوح شرح ابی داؤد ج ۲ مطبع دار الکتب العربی، بیروت۔

تعویذات

تعویذات کے مسئلہ میں لوگوں کی کئی آراء ہیں۔ کی حیثیت تو ہم پرستی سے زیادہ کچھ نہیں اور کئی لوگ ہر ط مشرکانہ کلمات پر ہی مشتمل کیوں نہ ہوں لکھتے اور پھنتے ہیں اعتدال یہ ہے:

فتاویٰ رضویہ جلد دہم میں ہے ”عملیات و تعویذ ضرور جائز ہیں جب کہ ان میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو جیسے حنفی رمضان کھیلوں اور دعائے دفع طاعون میں طوس اجازت نہیں جب تک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتقہ صریح وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بجا کے لئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے پڑے یہ بھی ممنوع و خلاف ادب ہے اسی طرح وہ مقصود جائے، اگر خلاف شرع ہو تو ناجائز ہو جائے گا جیسے عورتیں یہ حکم شرع کا عکس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو حاکم بنا، حرام ہے یونہی تفریق و عداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم اور قطعی حرام..... غرض امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ محمود و موجب اجر۔“

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ قول الجلیل حضرت والا سے سنا کہ اصحاب کھف کے نام امان ہیں ڈوبنے سے۔ اسی کتاب میں ایک اور مقام پر حضرت شاہ صاحب لئے اصحاب کھف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے جائیں۔

❀❀ مقبت شریف ❀❀

کرتے ہیں یاد ہم کو کس بے کسی سے ہم
 جیسے کہ روٹھ جائیں گے اب زندگی سے ہم
 وہ روشنی جو حضرت استاد سے ملی
 وابستہ مدتوں رہے اس روشنی سے ہم
 یہ سب عطائے چشمِ نبوی ہے دوستو
 دورِ قریب ہوتے نہ یوں بندگی سے ہم
 سرہند سے اٹھا ہے پھر اک ابر جانفزا
 بارانِ فیض پامیں گے اس دلکشی سے ہم
 اللہ رے فیض نسبتِ محمد ﷺ تقبیل
 وابستہ ہو گئے ہیں نبی ﷺ و علی سے ہم
 اپنی لحد میں شمع مفتی عبداللہ سے ہم
 یہ لے کر جانشین سے اجالا کریں گے
 تدریس و درس کا یہ رہے سلسلہ مدام
 کرتے ہیں یہ رئیس دعا اس محی سے ہم

از مولوی رحیم احمد بدایونی